لازمی نکاح رجسٹریشن

کشمیر سے بنگال تک

مرتبہ

مولانا نیاز احمد رحمانیؒ

شائع کردہ:

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ – نئی دہلی

لازمی نکاح رجسٹریشن

کشمیر سے بنگال تک

مرتبہ

مولانا نیاز احمد رحمانیؒ

شائع کردہ:

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
76A/1، مین بازار، اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی – ۲۵

(©جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب:............... لازمی نکاح رجسٹریشن کشمیر سے بنگال تک

مرتب:.................. مولانا نیاز احمد رحمانیؒ

طبع دوم: .... نومبر ۲۰۰۷ء

تعداد:.................. ایک ہزار

کمپوزنگ:.............. مرکزی دفتر بورڈ (فیضان احمد ندوی)

پروف ریڈنگ:........ وقارالدین لطیفی ندوی

صفحات:................ ۲۴

قیمت:.................. ۱۵؍روپے

ناشر

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ-نئی دہلی

پیش لفظ

لازمی نکاح رجسٹریشن ایکٹ کا مسئلہ ہندوستان کی ریاستی حکومتوں کی طرف سے کئی مرتبہ اٹھا، دوسال پہلے حکومت مغربی بنگال کی طرف سے اٹھایا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مسئلہ کے مثبت اور ضرر رساں پہلوؤں پر غور کر کے یہ فیصلہ کیا کہ لازمی نکاح رجسٹریشن ایکٹ کے ذریعہ حکومت در پردہ مسلم پرسنل لا پر مداخلت کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے یہ ناقابلِ قبول ہے۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے سابق جنرل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی قدس سرہٗ کی کوششوں اور بروقت انتباہ سے یہ مسئلہ ختم ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مولانا نیاز احمد رحمانی آفس سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس مسئلہ پر بورڈ کے موقف اور اس کی جد وجہد پر مشتمل یہ رسالہ مرتب کیا تھا۔ اور اس کی کتابت بھی شروع ہوگئی تھی کہ اچانک حضرت علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔ اور ان کی حیات میں شائع نہ ہوسکا۔ اب یہ قیمتی رسالہ آپ کے سامنے ہے، امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے مسئلہ کی اہمیت بھی معلوم ہوگی اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی وسیع تر خدمات سے واقفیت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

سید نظام الدین

جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۵؍اکتوبر ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکتوبر ۱۹۸۱ء میں حکومت اتر پردیش نے مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ ایک قانون بنا دیا جائے، جس کا تعلق نکاح کے رجسٹریشن سے ہو اور اسے پورے ملک میں نافذ کر دیا جائے، تاکہ ہر ایک نکاح کا مفصل ریکارڈ حکومت کے پاس محفوظ رہے۔ نکاح رجسٹریشن کا معاملہ سرکاری حلقوں میں پہلے بھی زیر بحث آچکا تھا اور حکومت یوپی نے اپنے مراسلہ کے ذریعہ اقدام کی راہ بنانا چاہی تھی، علماء کرام کی ذمہ داری تھی کہ وہ نکاح رجسٹریشن کی شرعی حیثیت متعین کریں تاکہ کسی بھی مرحلہ میں حکومت سے گفت وشنید کے وقت مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح رہے۔ اس لئے حضرت امیر شریعت مولانا سید شاہ منت اللہ صاحب رحمانی، جنرل سکریٹری بورڈ نے ۴؍نومبر ۱۹۸۱ء کو ہندوستان کے قابل ذکر علماء کرام اور مفتیان عظام کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری فرمایا، مراسلہ درج ذیل ہے جس سے نکاح رجسٹریشن سے متعلق اہم باتیں سامنے آجائیں گی:

> ''معلوم ہوا ہے کہ حکومت اتر پردیش نے مرکزی حکومت سے درخواست کی ہے کہ ایک مرکزی نکاح رجسٹریشن ایکٹ بنا دیا جائے تاکہ اس قانون کے مطابق پورے ملک میں ہونے والے نکاحوں کا اندراج وغیرہ مکمل ہو سکے، حکومت اتر پردیش نے خیال ظاہر کیا ہے کہ نکاح کے رجسٹریشن کو ابھی تک حکومت نے لازمی قرار نہیں دیا ہے جس کی وجہ سے حکومت، عدلیہ اور عوام کے پاس کسی بھی نکاح کے موثق ریکارڈ کا موجود رہنا

ضروری نہیں ہے جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ جب زن وشو میں تعلقات خراب ہوتے ہیں اور معاملات کی تحقیق کی نوبت آتی ہے تو اطمینان بخش گواہی نہیں مل پاتی، اکثر و بیشتر دین مہر کا مسئلہ بہت اختلافی بن جاتا ہے، اور صحیح طور پر دین مہر نہ گواہوں کو یاد رہتا ہے، اور نہ دوسرے حاضرین مجلس نکاح کو۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گواہ اکثر بوڑھے لوگ بنائے جاتے ہیں جن کے دنیا سے گذر جانے کے بعد گواہی اور دعویٰ کے ثبوت کا مسئلہ قانونی لحاظ سے زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ حکومت اتر پردیش کا خیال ہے کہ ان دشواریوں کو دور کرنے اور نکاح کا مکمل ریکارڈ محفوظ رکھنے کے لئے نکاح کے اندراج کو لازمی قرار دیا جانا چاہئے تاکہ ہر ایک نکاح کی تفصیلات کا قابل اعتماد وثیقہ موجود رہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مرکزی حکومت کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ نکاح رجسٹریشن ایکٹ ایسا بنایا جائے کہ رجسٹریشن ایکٹ کی حیثیت نکاح کے لئے شرط کی سی ہو جائے، اور اس قانون سازی کے بعد ہونے والا وہی نکاح حکومت اور عدلیہ کی نگاہ میں معتبر ہو جس کے اندراجات حکومت کے قانون کے مطابق کرائے جا چکے ہوں اور نفاذ قانون کے بعد وہ سارے نکاح جو رجسٹریشن کے بغیر ہوئے ہوں، حکومت اور عدلیہ کی نکاح میں غیر معتبر سمجھے جائیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت کو ایک دوسرا مشورہ بھی دیا گیا ہے کہ نکاح رجسٹریشن قانون اسی طرح بنایا جائے کہ اگر اس قانون کے بعد کوئی شخص رجسٹریشن کے بغیر نکاح کر لے تو وہ نکاح تو صحیح اور حکومت وعدلیہ کے نزدیک قابل قبول ہو، لیکن رجسٹریشن نہ کرانے کو جرم قرار دیا جائے، اور جو بھی اس جرم کا مرتکب ہو اس کے لئے جرمانہ یا جیل کی سزا تجویز کر دی

جائے۔ گواس طور پر رجسٹریشن نہیں کرانے سے نکاح تو متاثر نہیں ہوگا، لیکن نکاح کی تفصیلات اندراج اور کسی بھی اٹھنے والے اختلافات کے لئے شہادت وثبوت کی خاطر رجسٹریشن کا نہ کرانا ایک مستقل جرم قرار دیا جائے گا، جس پر سزا ہوسکے گی۔''

ان تفصیلات سے اندازہ ہوگا کہ نکاح کے رجسٹریشن کے سلسلہ میں حکومت یوپی کس انداز پر غور وفکر کر رہی ہے، اور حکومت میں کچھ اور لوگوں کا نقطہ نظر کیا ہے؟

ایسی حالت میں ضروری ہے کہ معاملہ کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور فیصلہ کیا جائے کہ اگر نکاح کے لئے رجسٹریشن کو شرط قرار دیا جائے، اور رجسٹریشن کے بغیر نکاح کو کالعدم سمجھا جائے تو شرعی لحاظ سے یہ رجسٹریشن قابل قبول ہوگا؟ رجسٹریشن کو اگر نکاح کے لئے شرط نہیں بنایا جائے لیکن شہادت اور ثبوت کی خاطر رجسٹریشن نہیں کرانے کو تعزیزی جرم قرار دیا جائے اور اس کے لئے کوئی سزا تجویز کی جائے تو فقہی لحاظ سے ایسے رجسٹریشن کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

الحمدللہ یہ مراسلہ علمائے کرام تک پہونچا، انہوں نے مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر توجہ فرمائی اور جوابات آنے لگے، ۶/دسمبر ۱۹۸۱ء کو دلی میں بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس تھا جس میں نکاح رجسٹریشن کا معاملہ پیش ہوا۔ اور علماء کرام کی آئی ہوئی آراء اراکین کے درمیان تقسیم کی گئیں۔

عاملہ نے اس موضوع پر بحث وگفتگو کے بعد تجویز منظور کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ:

''ہندوستان کے مختلف صوبوں میں نکاح رجسٹریشن ایکٹ منظور ہو چکا ہے۔ ان قوانین اور علماء کی آئی ہوئی آراء کو سامنے رکھ کر حسب ذیل کمیٹی

نکاح رجسٹریشن کے معاملے پر پوری طرح غور کرے، اور فقہ اسلامی کی بنیاد پر اپنی رائے دے جس کی رہنمائی میں بورڈ اپنا موقف متعین کر سکے،

کمیٹی کے ممبران حسب ذیل تھے:

(۱) مولانا مجاہدالاسلام صاحب قاسمی	کنوینر
(۲) مولانا محمد ولی رحمانی صاحب	خانقاہ رحمانی مونگیر
(۳) مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی	ندوۃ العلماء لکھنؤ
(۴) جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب	حیدرآباد
(۵) مولانا احمد عروج صاحب قادری	رام پور
(۶) مولانا سید احمد صاحب ہاشمی، ایم پی	دہلی
(۷) جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب گنوری	علیگڈھ
(۸) جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ صاحب، ایم پی	کیرالہ

کچھ عرصہ پہلے حکومت کشمیر نے نکاح رجسٹریشن ایکٹ منظور کر کے اپنے یہاں جاری کیا تھا، مسلم پرسنل لا بورڈ نے ایکٹ منگوایا اور اس کی کاپیاں کمیٹی کے ارکان کی خدمت میں بھیجی گئیں، تاکہ ممبران، نکاح رجسٹریشن کے مسئلہ پر غور کرتے وقت حکومت کشمیر کے بنائے ہوئے قانون کو بھی مدنظر رکھیں کشمیر نکاح رجسٹریشن ایکٹ کا خلاصہ یہ ہے:

ا۔ نکاح کرنے والے (شوہر وبیوی) یا اس کے ولی یا نکاح پڑھانے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ نکاح نامہ کی باقاعدہ نقل سب رجسٹرار کے پاس نکاح کے ایک ماہ کے اندر اندر بھیج دے تاکہ سب رجسٹرار کے دفتر میں

نکاح کی تفصیلات محفوظ ہوجائیں، اور یہ تفصیلات سرکاری دستاویز کی حیثیت سے قابل قبول ہوں گی۔

۲۔ اگر متعلقہ مذکورہ افراد میں سے کسی نے بھی یہ نقل نہیں بھیجی تو اس سے نکاح کے انعقاد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

۳۔ اگر نکاح نامہ یا اس کی باقاعدہ نقل جان بوجھ کر سب رجسٹرار کے دفتر نہ بھیجی گئی تو جوڈیشیل مجسٹریٹ کو معاملہ سامنے آنے پر زیادہ سے زیادہ تین سو روپے جرمانہ کرنے کا اختیار ہوگا۔

اس کے بعد بھی علماء کرام کی آراء آتی رہیں، بورڈ انہیں متعلقہ حضرات کے پاس بھیجتا رہا ۶ر نومبر ۱۹۸۲ء کو مجلس عاملہ کا اجلاس دہلی میں پھر منعقد ہوا۔ ایجنڈا میں نکاح رجسٹریشن کا مسئلہ بھی تھا۔ لیکن نکاح رجسٹریشن کمیٹی کے کنوینر مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی قاضی شریعت سفر حج سے تشریف نہیں لائے تھے، اس لئے یہ مسئلہ ملتوی رہا۔

۱۹ر اگست ۱۹۸۳ء میں مجلس عاملہ مسلم پرسنل لا بورڈ دہلی میں منعقد ہوئی جس کے ایجنڈے میں نکاح رجسٹریشن کا معاملہ داخل تھا۔ رجسٹریشن کمیٹی کے کنوینر مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی قاضی شریعت نے فرمایا کہ اس کمیٹی کا کوئی اجلاس منعقد نہیں ہوسکا، اس لئے رپورٹ پیش کرنے سے معذوری ہے تاہم مولانا نے اس سلسلے میں علماء کی آئی ہوئی آراء کا جائزہ بطور خود پیش کیا، جو درج ذیل ہے:

"سب کمیٹی کی کوئی نشست تو منعقد نہیں ہوسکی لیکن جناب جنرل سکریٹری صاحب بورڈ نے ہندوستان کے مختلف علماء کے نام مراسلے بھیج کر اس مسئلہ کے بارے میں استفسار کیا، پھر مختلف علماء نے جو جوابات دیے ان

کا خلاصہ بھی ارکان بورڈ کے نام ارسال کیا گیا، جواب دینے والے علماء کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

جناب مولانا نظام الدین صاحب	مفتی دارالعلوم دیوبند
جناب مولانا حنیف صاحب	مدرسہ اسلامیہ ہلدیہ پورنیہ
جناب مولانا محمد ظہور صاحب	مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
جناب مولانا عبدالقدوس صاحب	رومی مفتی آگرہ شہر
جناب مفتی حسین احمد صاحب	مدرسہ رحیمیہ گاڑھا سہرسہ
جناب مولانا شمس الحق صاحب سلفی	مرکزی دارالعلوم بنارس
جناب مولانا عبدالجلیل صاحب	مدرسہ اسلامیہ بتیا، چمپارن
جناب مولانا عبدالقیوم صاحب	فیاض المسلمین بائسی پورنیہ
جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب	جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات
جناب مولانا محمد سعید صاحب	بزرگ ڈابھیل، گجرات
جناب مولانا احمد صاحب قاسمی	جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات
جناب مولانا جمال الدین صاحب	جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات
جناب مولانا محمد ہاشم صاحب	جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گجرات
جناب مولانا عبدالرزاق صاحب	قاضی شریعت کٹیہار
جناب مولانا زبیر احمد صاحب	جامعہ رحمانی، مونگیر
جناب مولانا محمد مصلح صاحب	قاضی شریعت کشن گنج، پورنیہ
جناب مولانا عتیق الرحمٰن صاحب،	جامعہ رحمانی مونگیر
جناب مولانا محمد طاہر صاحب	جامعہ رحمانی مونگیر
جناب مولانا نورالہدیٰ صاحب	کٹیہار

جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب	جامعہ قاسمیہ مراد آباد
جناب مولانا مفتی احمد علی سعید صاحب	دارالعلوم دیوبند (وقف)
جناب مفتی عبدالعزیز صاحب	مظاہر العلوم سہارنپور
جناب مولانا برہان الحق صاحب	جبل پور (رحمۃ اللہ علیہ)
مولانا اکرام علی صاحب	مفتاح العلوم مئو
جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	حیدرآباد
جناب مولانا محمد مصطفیٰ صاحب مفتاحی	راجستھان
جناب مولانا شاہ فیاض عالم ولی اللّٰہی صاحب	پرنسپل مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ، پورنیہ۔

مسئلے دو ہیں ایک تو یہ ہے کہ رجسٹریشن کو نکاح کے انعقاد یا اس کے ثبوت کے لئے ایسی ضروری شرط قرار دیا جائے کہ اس شرط کے فقدان کی صورت میں نکاح کو قانونی جواز حاصل نہ ہو۔ یا تنازع کی صورت میں نکاح کو غیر ثابت تسلیم کیا جائے یہ صورت بہر حال غلط ہے، اس لئے کہ شرعاً انعقاد نکاح کے لئے ایجاب وقبول دو گواہوں کی موجودگی کے ساتھ کافی ہے۔ لہٰذا ایسی کوئی بھی شرط کا اضافہ اپنے جی سے ہوگا، اور جسے شرع نے منعقد مان لیا ہو اس کو اپنی لگائی ہوئی شرط کے ذریعہ غیر منعقد قرار دینا ہوگا۔ اسی طرح قرآنی تصریحات کی روشنی میں نکاح ان امور میں سے ہے جن کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی شہادت کافی ہے۔ اگر دو شہادتوں کی موجودگی کو کافی نہ سمجھ کر رجسٹریشن کو ضروری قرار دیا جائے تو بھی قانون شرع میں ترمیم ہوگی جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ رجسٹریشن کو نہ انعقاد کے لئے ضروری قرار دیا جائے نہ ثبوت نکاح کے لئے، لیکن ریکارڈ کے انضباط اور دوسرے مصالح

کے پیش نظر قانونی طور پر رجسٹریشن کو لازم قرار دیا جائے تو یہ صورت درست ہوگی یا نہیں۔ اس بارے میں علماء نے جو جوابات دئے ہیں ان کا

خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ رجسٹریشن کے متعلق ایسا کوئی بھی ایکٹ جن کی رو سے نکاح کا انعقاد رجسٹریشن پر موقوف رکھا گیا ہو قطعاً شرع اسلام سے متصادم ہے۔

۲۔ رجسٹریشن کو ثبوت نکاح کے لئے لازم قرار دینا بھی شرع اسلام کے خلاف ہے۔

۳۔ البتہ ریکارڈ کے تحفظ اور نکاح کے دستاویزی ثبوت فراہم کرنے کے لئے ایسا نظام قائم کرنا جس میں کم سے کم دشواریاں ہوں نہ صرف یہ کہ جائز ہوگا بلکہ اسے مستحسن قرار دیا جائے لیکن یہ مسئلہ قابل غور رہے گا کہ رجسٹریشن کو اس طرح لازم قرار دینا کہ اس کے نہ کرنے پر تعزیر کی جاسکے درست ہوگا یا نہیں؟ مجلس عاملہ میں اس مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی نے فرمایا کہ نکاح رجسٹریشن سب کمیٹی اور نفقہ مطلقہ سے متعلق فقہی مواد مہیا کرنے والی کمیٹی عددی اکثریت کی بنا پر آج تک منعقد نہ ہوسکی۔ اس لئے ان دونوں کاموں کے لئے ایک چھوٹی کمیٹی بنائی جائے جس کا جمع ہونا اور جمع کرنا سہل ہو۔

مجلس عاملہ نے اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے ان کاموں کے لئے چھوٹی کمیٹی کا تقرر جنرل سکریٹری صاحب کے حوالہ کیا کہ وہ اپنی صوابدید پر کمیٹی کے ممبران نامزد کریں تاکہ یہ دونوں کام انجام پاسکیں۔

محترم جنرل سکریٹری صاحب نے عاملہ کی تجویز کے پیش نظر حسب ذیل حضرات پر مشتمل کمیٹی بنائی۔

مولانا مجاہدالاسلام صاحب قاسمی	قاضی شریعت پٹنہ
مولانا مفتی نظام الدین صاحب	دارالعلوم دیوبند
مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی	ندوۃ العلماء لکھنؤ
مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب	مظاہر العلوم سہارنپور
مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب	دارالعلوم دیوبند
مولانا زبیر احمد صاحب	جامعہ رحمانی مونگیر

اور اس کمیٹی کا کنوینر مولانا مجاہدالاسلام صاحب قاسمی کو مقرر کیا اور اس کا اجلاس دیوبند میں بلایا۔

الحمدللہ جملہ ارکان کمیٹی ۱۴/۱۵/دسمبر ۱۹۸۳ء کو دیوبند میں جمع ہوئے اور دو دن تک انہوں نے علماء کی آئی ہوئی آراء پر غور کیا مسئلہ کے ہر پہلو کو جانچ کر رپورٹ کی ترتیب کا کام جناب مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی مفتی دارالعلوم دیوبند کے حوالہ کیا، مولانا موصوف نے رپورٹ مرتب کی، اور ۲۸/دسمبر ۱۹۸۳ء کو منعقد ہونے والے بورڈ کے اجلاس مدراس میں تمام علماء کرام، دانشوران ملت، ارکان کمیٹی و ممبران بورڈ کی مجلس میں پڑھ کر سنائی۔

رپورٹ حسب ذیل ہے:

نکاح کے رجسٹریشن کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے ملک بھر کے مشہور مفتیان کرام اور اہل علم کی خدمت میں استفتاء

مرتب کر کے بھیجا گیا، ہندوستان کے مختلف دارالافتاء اور مدارس دینیہ کی طرف سے جو جوابات موصول ہوئے، سب کمیٹی نے پوری ذمہ داری اور دور اندیشی سے ان پر غور کیا، اور آزادانہ مطالعہ اور بحث و مباحثہ اور تحقیق و جستجو کے بعد اس نتیجے پر پہونچی کہ نکاح کے رجسٹرڈ کرانے کا سرکاری قانون بے انتہاء مفاسد کا پیش خیمہ بن سکتا ہے اور اس کی وجہ سے عوام و خواص مشکلات اور ناگزیر دشواریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ کی دو حیثیتیں ہیں: ایک تو یہ کہ رجسٹریشن کو نکاح کے انعقاد اور اس کے ثبوت کے لئے ضروری شرط قرار دیا جائے کہ اس شرط کے نہ پائے جانے کی صورت میں نکاح کو قانونی جواز حاصل نہ ہو اور باہمی نزاع کے وقت نکاح کو ثابت نہ مانا جائے، یہ صورت ظاہر ہے کہ قطعاً غلط اور خلاف شریعت ہے اس لئے کہ نکاح کے انعقاد کے لئے دو عاقل و بالغ مسلمان مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں عاقدین کا ایجاب و قبول کر لینا شرعاً کافی ہے۔ لہٰذا ایسی کسی بھی شرط کا اضافہ دین میں اضافہ ہوگا اور اسے ایجاد بندہ کہا جائے گا۔

اگر دو شاہدوں کی موجودگی اور بوقت ثبوت دو شخصوں کی شہادت کو کافی نہ مان کر رجسٹریشن کو ضروری قرار دیا گیا تو یہ بھی شرع میں ایک ناجائز ترمیم ہوگی جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ رجسٹریشن کو نہ تو انعقاد نکاح کے لئے ضروری قرار دیا جائے اور نہ ثبوت نکاح کے لئے، لیکن ریکارڈ کے انضباط اور دوسری مصلحتوں کے پیش نظر قانونی طور پر رجسٹریشن کو لازم قرار دیا جائے۔ تو کیا یہ صورت جائز ہوگی؟ بظاہر اس سے انعقاد نکاح یا ثبوت نکاح پر گو اثر نہیں

پڑتا، پھر بھی ایسے عمل کا عوام کو مکلّف کرنا ہے جس کی تکلیف شرع نے نہیں دی ہے، اسی کے ساتھ اس کا بھی قوی اندیشہ ہے کہ موجودہ ملکی ماحول میں جائز نکاح کو ناجائز ثابت کرنے اور ناجائز کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس وقت ایک غریب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

دوسرے اس قانونی لزوم کی خلاف ورزی پر اگر کوئی سزا مقرر کی گئی تو یہ بھی ایک ظلم ہوگا۔ نکاح کے معاملے میں جو سہولت شریعت نے عطا کی ہے اسے غیر ضروری پابندی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پھر نکاح کی سادہ تقریب کو رجسٹریشن کا پابند بنا کر سرکاری دفاتر کے حوالہ کرنا عام رواج کے مطابق دفاتر اور عدالتوں کی دوڑ بھاگ جیسی بیسیوں کلفتوں کا باعث بنے گا۔ اسی کے ساتھ رجسٹریشن کے سلسلے میں جو اخراجات ملکی مزاج کے مطابق ہوں گے وہ بھی ایک مزید بار کا باعث بنے گا۔ اور اگر آئندہ سرکار کی قانون سازی کا عمل دخل شرعی معاملات میں شروع ہوگیا تو اس طرح بھی بڑے مفاسد کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

یہ درست ہے کہ قرآن پاک میں مالی لین دین کو قید تحریر میں لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یا ایها الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه (بقره) اس آیت کے سیاق وسباق پر نظر رکھتے ہوئے فقہائے امت کی رائے یہ ہے کہ معاملات کو لکھ لینا شرعاً مندوب اور مستحب ہے، واجب اور ضروری نہیں، جمہور کی یہی رائے ہے لیکن اسی کے ساتھ اسے بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کہ کسی مباح ومستحب کو اباحت واستحباب سے ہٹا کر واجب یا ناجائز قرار دینا ہرگز درست نہیں ہے۔

رجسٹریشن کے مفید تسلیم کئے جانے کے باوجود پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رجسٹریشن سرکاری دفاتر کے ذریعہ ضروری ہوگا یا یہ کام مسلمان اپنے قائم کردہ داخلی نظام کے ذریعہ بھی کر سکتے ہیں، اگر مسلمان بطور خود اپنے نظام کے تحت کرتے ہیں تو اس میں مضائقہ نہیں، جیسا کہ رجسٹر نکاح کا نکاح خوانوں کے یہاں رواج ہے، کہ وہ اس میں باضابطہ اندراج کرتے ہیں۔

لیکن سرکاری نظام کے تحت رجسٹریشن ایک ایسا ناقابل برداشت چکر ہے جو دور دراز دیہاتوں میں رہنے والے مسلمانوں کو سخت دشواریوں میں مبتلا کردے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

نکاح جہاں ایک معاملہ ہے وہیں اس کی حیثیت عبادت کی بھی ہے، جس کی ادائیگی کی کتاب وسنت نے جائز حدود میں آزادی عطا کی ہے، اور عوام وخواص کے ذہن وفکر کی رعایت سے رجسٹریشن کی طرح کی کوئی خارجی پابندی عائد نہیں کی ہے اور ہمارے اس ملک میں یہ نکاح کا معاملہ اسی آزادی اور سہولت کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

رجسٹریشن کے نام پر اس معاملہ اور عبادت کو ایک غیر اسلامی حکومت کے ہاتھوں میں دیکر مداخلت فی الدین کی راہ پیدا کرنا ہرگز قرین مصلحت نہیں۔

اس لئے

۱۔ رجسٹریشن سے متعلق ایسا ایکٹ جس کی رو سے نکاح کا انعقاد اس پر موقوف ہو شریعت مطہرہ سے متصادم ہے۔

۲۔ رجسٹریشن کو ثبوت نکاح کے لئے لازم قرار دینا بھی شرع اسلام کے خلاف ہے۔

۳۔ ریکارڈ کے تحفظ کی خاطر سیکولر حکومت کے ہاتھوں میں دینا غیر محدود مفاسد کا پیش

خیمہ ہے۔

۴۔ البتہ بطور خود تحفظ ریکارڈ کا نظام مستحسن اور مفید ہے، لیکن اسے لازم اور ضروری قرار دینا مستحسن نہیں مضر ہے۔

بورڈ نے رپورٹ کو منظور کرتے ہوئے متفقہ طریقہ پر حسب ذیل تجویز منظور کی۔ جس کے محرک مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب اور مؤید مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب جنیدی بنگلور اور پروفیسر آفتاب احمد صاحب علیگڈھ ہیں۔

تجویز

''آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس نکاح رجسٹریشن سے متعلق سب کمیٹی کی رپورٹ کو قبول کرتا ہے اور مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں پر یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ نکاح کے سلسلے میں رجسٹریشن کا لزوم صحیح اور قابل قبول نہیں ہے۔

یہ اجلاس ملک کے دینی اداروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ نکاح کے رجسٹریشن کا خود انتظام کریں، اور اس کا ایک قابل اعتماد ریکارڈ رکھیں تاکہ نکاح کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حقوق کا تحفظ ہو سکے۔

یہ تھی روداد نکاح رجسٹریشن ایکٹ کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے کارگذاریوں کی، اس موقعہ پر حضرت امیر شریعت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہ نے ۶ رجنوری ۱۹۸۴ء کو ایک بیان میں اپنے تاثر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

''الحمد للہ نکاح رجسٹریشن ایکٹ کے سلسلہ میں ہندوستان کے علماء، اصحاب فتویٰ، قانون دانوں اور دانشوران ملت کا ایک متفقہ فیصلہ سامنے

آ گیا، اور بورڈ کا موقف متعین ہو گیا، اب حکومت کے اقدامات پر بورڈ کا ردعمل اسی فیصلہ کے تحت ہوگا''۔

حضرت مولانا رحمانی مدظلہ نے اپنے بیان میں ملک میں پھیلے ہوئے تمام ذمہ دار اداروں اور تمام اصحاب جماعت وانجمن اور علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں، اور بورڈ کے فیصلے کی روشنی میں نکاح کے غیر سرکاری رجسٹریشن کا بطور خود ایسا نظم کریں کہ مسلمان ہر جگہ اپنے نکاح کا باضابطہ رجسٹروں پر اندراج کرا سکیں تاکہ وہ اندراجات مستقبل میں اٹھنے والے اختلافات کے موقعہ پر ثبوت اور ریکارڈ کا کام دے سکیں''۔

لازمی نکاح رجسٹریشن کے سلسلہ میں حکومت بنگال کے ارادے

مغربی بنگال حکومت کے وزیر قانون جناب عبدالقیوم ملا کا ایک بیان ۲۰ رمئی ۱۹۹۰ کو روزنامہ ''جوگانتر'' میں شائع ہوا کہ حکومت نکاح کے رجسٹریشن کو لازمی بنانا چاہتی ہے، مگر کچھ بنیاد پرست لوگ اس میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں پھر ۲۸ رجولائی ۱۹۹۰ء کے ''آج کل'' میں یہ خبر شائع ہوئی کہ وزارت قانون حکومت مغربی بنگال نے لازمی نکاح رجسٹریشن بل کا مسودہ تیار کر لیا ہے، جس کا نفاذ ہر فرقہ پر ہوگا۔ اس بل کی رو سے طرفین کے بالغ نہ ہونے پر ان کا نکاح قانوناً جائز نہیں ہوگا، جس فرقہ میں ایک سے زائد شادیوں کا رواج ہے اس کو بھی اس قانون کا پابند بنایا جائے گا، یہاں تک کہ جن لوگوں کی شادیاں ہو چکی ہیں، ان کو بھی اپنی شادیوں کا رجسٹریشن کرانا ہوگا، البتہ جو لوگ ضعیف ہو چکے ہیں ان کو مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہٗ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے لازمی نکاح رجسٹریشن سے متعلق حکومت مغربی بنگال کے عزائم کو دیکھتے ہوئے ایک سرکلر جاری فرمایا جس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان دینی اداروں، اور عام مسلمانوں سے درخواست کی گئی کہ وہ بنگال اسمبلی میں لازمی نکاح رجسٹریشن بل پیش کئے جانے سے پہلے پہلے اس بل کے خلاف اپنی رائے ظاہر کریں، ٹیلی گرام اور خطوط کے ذریعہ وزیر اعلیٰ مغربی بنگال کو مطلع کریں کہ لازمی نکاح رجسٹریشن شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے، اس موقع پر جنرل سکریٹری بورڈ نے اخبارات ہند میں ایک واضح بیان بھی دیا جس کا عنوان تھا ’’لازمی نکاح رجسٹریشن بل مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں، حکومت مغربی بنگال قانون شریعت میں مداخلت کی کوشش نہ کرے‘‘۔

الحمدللہ کہ محترم جنرل سکریٹری بورڈ کے سرکلر اور اخباری بیان کو مسلمانانِ ہند نے قبول کیا، اور ہزار ہا تار وخطوط چیف منسٹر مغربی بنگال کے پاس پہونچے، ۲۰؍اگست ۱۹۹۰ء کو حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس لکھنؤ میں طلب فرمایا، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ صدر بورڈ نے اجلاس کی صدارت فرمائی، ابتدائی کارروائی کے بعد جب جناب صدر ضروری کام سے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا حکیم محمد زماں صاحب حسینی کلکتہ کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی‘‘۔

اجلاس نے غور و بحث کے بعد لازمی نکاح رجسٹریشن سے متعلق متفقہ طریقہ پر ایک تجویز منظور کی، تجویز میں کہا گیا کہ:

تجویز:

بورڈ کے اجلاس (منعقدہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۸۳ء مدراس) کے فیصلہ کے مطابق عاملہ کا یہ اجلاس حکومت مغربی بنگال کے نکاح رجسٹریشن سے متعلق مجوزہ قانون سازی پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے، اور یہ محسوس کرتا ہے کہ اس طرح کی قانون سازی کے ذریعہ مسلم پرسنل لا میں ترمیم وتبدیلی کی راہ ہموار ہوگی جسے مسلمان قبول نہیں کرسکتا، یہ اجلاس محترم جنرل سکریٹری بورڈ کے اس سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کی تائید وتحسین کرتا ہے اور ضرورت محسوس کرتا ہے کہ ابھی حکومت مغربی بنگال کے نام ٹیلی گرام اور خطوط بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

محترم جنرل سکریٹری بورڈ نے اس تجویز کی کاپی اپنے خط کے ساتھ وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون حکومت مغربی بنگال کے پاس بھیجی، عاملہ کی مندرجہ بالا تجویز کی روشنی میں جنرل سکریٹری آفس سے پورے ملک اور خاص طور پر بنگال کے مسلمانوں کے پاس خط اور ٹیلی گرام کا مضمون، اردو، انگریزی اور بنگلہ میں بھیجے گئے، اور یہ اپیل کی گئی کہ اس مجوزہ بل کے خلاف سخت احتجاج کیا جائے، چنانچہ بورڈ کی اس تحریک پر ہزاروں ہزار کی تعداد میں ٹیلی گرام اور خطوط حکومت بنگال کے پاس پہونچے، مغربی بنگال کے مسلمانوں نے کثرت سے اس بل کے خلاف جلسے کئے، تجویزیں منظور کیں اور حکومت کو متوجہ کیا، جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ ۳۱؍اگست ۱۹۹۰ء کو حکومت مغربی بنگال نے ایک پریس نوٹ جاری کیا۔(291, (250)! CA/P) جس میں کہا گیا کہ

صوبائی حکومت کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض اخبارات میں شک وشبہ میں مبتلا کرنے والی رپورٹیں شائع ہوئی ہیں، اور دوسری جگہوں میں پھیل رہی ہیں، کہ حکومت نے ہر قوم وملت کے لئے نکاح رجسٹریشن کو لازمی قرار دیئے جانے سے متعلق قانون وضع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس معاملہ پر غور ضرور کیا گیا تھا، لیکن اب صوبائی حکومت اس بات کو صاف کردینا چاہتی ہے کہ اس طرح کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے، اور نہ اخباری رپورٹیں حقیقت پر مبنی ہیں۔ ظاہر ہے کہ سابقہ بیانات کے پس منظر میں حکومت کا یہ پریس نوٹ غیر تشفی بخش تھا۔

حضرت امیر شریعت مدظلہٗ نے اخباری بیان کے ذریعہ مسلمانانِ ہند سے کہا کہ بنگال حکومت کا یہ پریس نوٹ قطعاً غیر تشفی بخش ہے، اس لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کی چلائی ہوئی تحریک ابھی جاری رہے گی، چنانچہ احتجاجی تحریک میں شدت پیدا ہوگئی جس کے نتیجہ میں پھر دوسرا پریس نوٹ (CA/P ! (250)306) ۱۳/دسمبر ۱۹۹۰ء کو حکومت بنگال نے جاری کیا، جو کافی واضح اور تشفی بخش تھا، اس دوسرے پریس نوٹ میں کہا گیا کہ:

> ایسا کوئی فیصلہ گورنمنٹ نے نہیں کیا ہے کہ تمام فرقوں کے لئے لازمی نکاح رجسٹریشن کا قانون بنایا جائے اور حکومت بنگال کسی بھی پرسنل لا میں مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتی۔

وزیر قانون کا خط جنرل سکریٹری بورڈ کے نام

مسٹر عبدالقیوم ملا وزیر قانون مغربی بنگال نے جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا

منت اللہ صاحب رحمانی مدظلہٗ کے نام اپنے خط میں لکھا:

> ''لازمی نکاح رجسٹریشن بل کے متعلق آپ اپنے خط مورخہ ۲۵/ستمبر ۱۹۹۰ء کی طرف توجہ فرمائیں، مجھے آپ کو اس سے مطلع کرنا ہے کہ ایسے کسی بل کو قانونی حیثیت دینے کے لئے کوئی مسودہ تیار نہیں کیا گیا ہے، اور حکومت اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایسا کوئی بل پیش کرنے کے لئے نہیں سوچ رہی ہے، پھر بھی لازمی رجسٹریشن کے لئے قانون بنانے کے سلسلے میں ایسے خیالات کی تشہیر بذریعہ سرکاری ابلاغ کی جارہی ہے، اور اس سلسلہ میں اس پر پوری نگاہ رکھی جارہی ہے اس بارے میں مجھے مزید کہنا ہے کہ حکومت مہاراشٹر ایسا قانون وضع کرچکی ہے جو کافی عرصہ سے بغیر کسی مخالفت کے اس ریاست میں نافذ ہے، ان کا بغور مطالعہ کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے اس ریاست میں کسی کو بھیج کر پوری واقفیت حاصل کی جائے گی۔(۱)

حکومت کا پریس نوٹ اور وزیر قانون کا خط آجانے کے بعد حضرت امیر شریعت مدظلہٗ العالی نے فرمایا کہ حکومت بنگال کے اس پریس نوٹ کے بعد میں اس تحریک کو بند کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور ملک کے عام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ حکومت مغربی بنگال کے خلاف چلائی گئی تحریک کو اب بند کردیں''۔

---

(۱) حکومت مہاراشٹر کا نکاح رجسٹریشن ایکٹ منگوا کر دیکھا گیا وہ ایکٹ لازمی نہیں اختیاری ہے۔

اس موقعہ پر روزنامہ آزاد ہند کلکتہ نے ۱۴/ستمبر ۱۹۹۰ء کے اپنے اداریہ میں لکھا:

’’لازمی نکاح رجسٹریشن کے مجوزہ قانون سے حکومت کو پسپا ہونا پڑا ہے کیوں کہ اس سوال پر مسلم رائے عامہ میں بے چینی کے آثار تھے، اور اس کے بھڑک اٹھنے کا اندیشہ تھا حکومت کی یہ غلطی تھی کہ ایسا کوئی بھی قانون جس کا تعلق مسلم پرسنل لا سے ہو بنانے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ مسلم پرسنل لا سے متصادم تو نہیں؟ اگر حکومت مغربی بنگال نے اس معاملہ میں مسلم پرسنل لا بورڈ سے رجوع کیا ہوتا تو اسے یوں ٹھوکر کھانا نہ پڑتی، غنیمت ہے کہ حکومت نے جلد ہی اپنی غلطی کا احساس کر کے قدم پیچھے ہٹا لیا، آئندہ محتاط رہنا چاہئے، مغربی بنگال کے مسلمانوں نے کمیونسٹ حکومت اور بایاں محاذ پارٹیوں کی حمایت کرنے کے باوجود اپنے دین و مذہب سے منہ نہیں موڑا ہے اور اسلام کے سوال پر وہ کسی سے بھی کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں۔

روس میں ۷۰/برس سے زائد مذہب کے خلاف جبر و استبداد کے باوجود مسلمانوں نے ترک اسلام نہیں کیا، ہر سچے مسلمان کو اپنا ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔ مسلمان اصلاح و ترقی کے خلاف نہیں، مگر کوئی قدم اسلام کے خلاف نہیں اٹھنا چاہئے، اسلام خود ہی اصلاح و ترقی کا داعی ہے اور تکمیل اخلاق اور پاکیزہ معاشرہ چاہتا ہے۔

بحمد للہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی بروقت توجہ اور جد و جہد کے نتیجہ میں یہ غیر اسلامی فکر مغربی بنگال اسمبلی میں قانون کی شکل نہ اختیار کر سکا اور بایاں

بازو محاذ کی حکومت نے واضح طور پر محسوس کیا کہ مسلمان ایسی کسی قانون سازی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جو شریعت سے متصادم ہو۔

اس ملک میں جو عناصر سرگرم رہتے ہیں اور جنہیں مسلمانوں کا اسلامی تشخص نہیں بھاتا، ان کی برابر یہ کاوش رہی ہے کہ مسلم پرسنل لا کو تدریجاً ختم کیا جائے، خلافِ شریعت قانون بنوا کر مسلم معاشرہ میں اس کے لئے قبولیت کی فضا بنائی جائے کہ قانون شریعت کی عظمت اور اہمیت مسلمانوں میں کم ہوتی چلی جائے۔

مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ قانون شریعت کا پورا احترام کریں، مسلم پرسنل لا پر عمل کریں، جیسی زندگی گذارنے کی ہدایت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اس کی پابندی کریں، اور حالات پر نگاہ رکھیں کہ کہیں سے کوئی مسلم پرسنل لا میں نقب تو نہیں لگا رہا ہے، ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی جد و جہد میں شریک رہیں‘‘۔